حقیقتِ بیعت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بیعت و اِرادت

قرآن شریف میں ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الفتح ۔آیت ۱۰)

یعنی بے شک جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے ۔ پھر بیعت کے بعد جو عہد توڑ دیتا ہے تو اس کا وبال خود اس پر پڑے گا اور جو اللہ سے کئے ہوئے عہد پر وفاداری سے رہے گا تو عنقریب اللہ اس کو اَجرِ عظیم عطا کرے گا ۔

صاحبو ! بیعت کیا ہے ؟ اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں ؟ بیعت ایک معاہدہ ہے ۔ عربوں کی ایک عادت یہ ہے کہ کوئی معاہدہ کیا جاتا ہے تو ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں ۔ تمام سلطنتوں میں حلف وفاداری لیا جاتا ہے ۔ اسی طرح کسی اہم بات کی تاکید پر بیعت لی جاتی ہے ۔ رسولِ خدا ﷺ کے زمانہ میں کوئی مسلمان ہوتا تو بیعت کرتا ، توبہ کرتا تو بیعت لی جاتی ۔ بیعتِ تقویٰ و توبہ عورتوں سے بھی لی جاتی ۔

بعض دفعہ اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کے متعلق بیعت لی جاتی جیسا کہ حدیبیہ میں ہوا ۔ بعض دفعہ رسولِ خدا ﷺ نے کسی سے کچھ نہ مانگنے پر بیعت لی ۔ ان لوگوں کی یہ حالت تھی کہ اگر اونٹ کی مہار گر جاتی تو اونٹ کو بٹھا کر مہار اُٹھاتے مگر دوسروں سے یہ نہ کہتے کہ ذرا مہار دے دو ۔

بعض دفعہ رسولِ خدا ﷺ نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں ثابت قدم رہنے کے لیے بھی بیعت لی ہے ۔

غرض کہ کسی اہم چیز پر عہد لینے کا نام بیعت ہے۔

قرآن شریف، حدیث اور کتبِ فقہ سب ہمارے سامنے ہیں، پھر کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

دیکھو! ذرا غور کر کے اس کا جواب دو کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ چار میں سے اگر دو تفریق کریں تو دو باقی رہتے ہیں۔ حساب ایسا یقینی علم ہے کہ بہ مشکل کوئی دوسرا علم ایسا یقینی و قطعی ہوسکتا ہے۔ مگر پہلی جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک حساب کی تعلیم اساتذہ سے حاصل کی جاتی ہے۔ تب کہیں اس میں مہارت حاصل ہوتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ آدمی کو اپنی غلطی معلوم نہیں ہوسکتی۔ استاد شاگرد کی غلطیوں کو پکڑتا جاتا ہے۔ جب ایسی بدیہی چیزوں میں غلطی ہونے سے اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے تو لطیف اور نازک چیزوں میں غلطیوں کا ہونا کثیر الوقوع ہے۔ اُستاد اپنے شاگردوں کی ہمیشہ نگرانی کرتا ہے اور ان کو ان غلطیوں پر متنبہ کرتا رہتا ہے۔ جب دنیاوی کاموں میں اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے تو سلوکِ راہِ خدا میں اُستادِ روحانی یا شیخ کی کیوں ضرورت نہ ہوگی۔

اچھا! ایک ہی شیخ کی تعلیم کے پابند رہنے کی کیا وجہ؟ مختلف لوگوں کے مختلف خیالات سُن کر آدمی کو حیرت لاحق ہوجاتی ہے۔ اس واسطے اپنی معتمد علیہ ہستی کو اپنا پیشوا بنانا چاہیئے۔

ذرا غور کرو کہ کسی اہم مقدمہ میں ہر روز ایک وکیل بدلا جائے تو نہ پیروی برابر ہوسکتی ہے نہ کامیابی کی توقع ہے۔ اُردو میں قانون کی کتابیں موجود ہیں۔ کیا ان کو دیکھ دیکھ کر مقدمہ کو چلا سکتے ہیں، نہیں۔ ہر کام میں ایک شخص ماہر ہوتا ہے۔ اسی پر اعتماد کر کے اپنے تمام مقدمات و معاملات کو اس کے حوالے کرنے کی ضرورت ہے۔

عام طور پر مشائخینِ کرام کس طرح بیعت لیتے ہیں؟۔ مردوں کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور ان سے عہد لیتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق رہیں گے۔ اور ان سے جس قدر ہوسکے گا رذائل سے اجتناب اور فضائل پر کاربند رہیں گے۔ اور اگر آدمی کی پوری تعلیم نہ ہوئی ہو تو دوسرے شیخ کی اِرادت حاصل کی جاتی ہے اور اس کو

طالب ہونا کہتے ہیں۔

بعض لوگ کسی اچھے اور تجربہ کار مذہبی شخص سے دوستی پیدا کرتے ہیں اور اس کے نیک مشوروں کو سُنتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ ایسے شخص کو رفیقِ راہِ خدا کہا جاتا ہے ایسا شخص مرشد تو نہیں مگر مشیر ضرور ہوتا ہے۔

بیعت کے وقت استغفار وعہد کے الفاظ کہنے کے بعد اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ۔ اِلٰی آخِرِہٖ پڑھتے ہیں۔ اور بعض شیخ کہتے ہیں تم کو اس آیت کی وصیت کرتا ہوں: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ٥ (النمل۔۹۰) ☆

اس کے بعد شیخ ہمیشہ مرید کو اپنی نگرانی میں رکھتا ہے۔ اور ہر وقت اپنے حُسنِ توجہ سے روحانی امداد سے، اور قوتِ خیالی و اِرادی سے مرید کو بُری باتوں سے روکتا ہے اور نیک اعمال کو اور ان کی نیتوں کو دُرست رکھتا ہے۔

بعض دفعہ چھوٹے کم سمجھ بچوں سے بھی بیعت لے لی جاتی ہے اس کو بیعتِ برکت کہتے ہیں۔

یہ تو مردوں کی بیعت کا ذکر تھا۔ عورتوں کی بیعت میں خالی زبان سے بیعت کرلینا کافی ہوتا ہے۔ بزرگانِ دین اپنے رومال یا چادر کا ایک گوشہ خود پکڑتے ہیں اور دوسرا گوشہ عورت کو دیتے ہیں کہ پکڑے۔ بعض لوگ لگن میں پانی رکھتے ہیں اور اس کے ایک جانب شیخ کا ہاتھ ہوتا ہے اور دوسری جانب مرید ہونے والی عورت کا۔ اکثر عورتیں معمر اور بوڑھے شیخ کے سامنے بے پردہ ہوتی ہیں مگر مرید ہونے والی عورت کا شیخ کے سامنے بے پردہ ہونا کوئی ضروری چیز نہیں ہے چاہے شیخ معمر اور بوڑھا ہی کیوں نہ ہو۔

بیعت کے وقت مرید کی کیا عمر ہو؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جوان ہو۔ اور بعض لوگ فرماتے ہیں صاحبِ فہم و فراست ہو۔ اچھی بُری بات کو تمیز کرسکتا ہو۔

☆ ترجمہ: یقیناً اللہ تم کو حکم دیتا ہے عدل اور احسان کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور تم کو منع کرتا ہے بے حیائی اور قابلِ انکار اور حق تلفی کی باتوں سے تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

اچھا تو شیخ کیسا ہونا چاہئیے ؟ مریدی کی غرض اور مقصد کو پورا کرنے کی قابلیت رکھنے والا ہو۔ بعض شیوخ کا خیال ہے کہ مرشد کچھ قرآن شریف کے احکام کی آیتیں اور حدیث و فقہ کے ضروری مسائل سے بھی واقف ہو۔ اور کسی تجربہ کار ہستی کے فیضِ صحبت سے باریاب ہو۔

بعض بزرگوں نے اچھے مرشد کی یہ تمیز بتائی ہے کہ جس کی صحبت میں وساوس اور فضول خیالات سب بند ہوجائیں ۔ اور آدمی کا خیال خدا اور رسول کے ساتھ وابستہ ہوجائے۔

دیکھ سمجھ کر دینا ہاتھ ÷ ورنہ پیچھے ندامت ہے
غیر سے جو کردے آزاد ÷ لازم اس کی صحبت ہے

اچھے اور بُرے کو جانچنے کا ایک بڑا معیار انسان کی آنکھ ہے۔ جس کا دل مستقیم ہوتا ہے اس کی آنکھ بھی ایک نقطہ پر قائم ہوتی ہے۔ پریشان خاطر کی آنکھ بھی پریشان رہتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر اس کے پیچھے درودِ شریف پڑھا جائے تو اکثر وہ پلٹ کر دیکھتا ہے اور کچھ پوچھو تو فوراً جواب دیتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر شخص میں سے اس کے خیالات، اس کی صحبت کے اثرات تموج کرتے ہیں اور چوطرف پھیلتے ہیں ۔ نیک کی صحبت سے نیکی حاصل ہوتی ہے اور بد کی صحبت سے بدی ۔ پانی پر اگر ایک کنکر ڈالیں تو اس سے تھوڑا تموج اور چھوٹا دائرہ پیدا ہوگا۔ اگر ایک کنکر اور ایک پتھر دونوں بیک وقت پانی پر ڈالے جائیں تو بڑے پتھر کا تموج کنکر کے تموج کو اپنے تموج میں مضمحل کردے گا۔ اسی طرح معمولی خیالات والا آدمی، کمزور یقین کا شخص اگر کسی کامل کی صحبت میں بیٹھے تو اس کے وساوس اور واہی تباہی خیالات مضمحل اور معدوم ہوجائیں گے ۔ اور وہ کامل اور قوی اِرادہ والے شخص کے اثرِ صحبت سے متاثر ہوجائے گا۔

صحبتِ صالح تُرا صالح کُند ÷ صحبتِ طالح تُرا طالح کُند

اس سے بھی شیخِ کامل کے اثرِ صحبت کی ضرورت ثابت ہوتی ہے ۔ الغرض شیخِ کامل

کی صحبت کی ضرورت اور اس کے اثرات نا قابلِ انکار ہیں۔

یہ بات بھی قابلِ یادداشت ہے کہ اگر کسی سے بیعت کے بعد کچھ خطا صادر ہو تو پھر توبہ کرے۔ اگر بے گناہ شخص بھی استغفار کرے تو یہ اس کے حق میں اچھا ہی ہوگا۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے سرکارؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور کچھ دیر بعد حضرتؐ نے فرمایا کہ تم بھی بیعت کرلو۔ اُنھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو بیعت کرلی ہے۔ تو حضرتؐ نے اِرشاد فرمایا۔ کہ کیا مضائقہ ہے۔ پھر بیعت کرلو۔

کیا ہر شخص کو مرید ہونا ضرور ہے۔ ایک شخص رذائل سے مجتنب اور وصائف سے متصف ہونے کو ضروری سمجھتا ہے۔ اور اس کو ایک اعلیٰ معیار پر ادا کرنا چاہتا ہے۔ اگر آپ اس کو ضروری نہیں سمجھتے تو آپ کو محرومیت مبارک۔ بزرگوں کا مقولہ ہے مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ فَشَیْخُہُ الشَّیْطَانُ، بے پیرے کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

یہ بھی واضح ہے کہ قرآن و حدیث کی کتابیں موجود ہیں۔ تصوّف اور سلوک کی کتابیں بھی مہیا ہیں پھر یہ قادری چشتی اور نقشبندی وغیرہ مختلف طریقے کیوں پیدا ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن و حدیث سے استنباط کرنے والے فقہا، جس طرح مختلف ہیں۔ اور کوئی حنفی ہے، کوئی شافعی، کوئی مالکی اور کوئی حنبلی وغیرہ۔ اسی طرح راہ سلوک طے کرنے والے بھی قادری۔ چشتی۔ نقشبندی وغیرہ ہیں۔

ایک بات یاد رکھو۔ لوگوں کے مذاق مختلف ہوتے ہیں۔ ان کے طبائع جُدا ہوتے ہیں۔ کسی کو شوخی اور محبت پسند ہوتی ہے اور کسی کو متانت و سنجیدگی۔ ہر ایک اپنے ہم مذاق شیخ کو ڈھونڈتا ہے۔ وَلِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا۔

بعض شیوخ مختلف خاندانوں کے اجازت یافتہ ہوتے ہیں۔ شیخ ایک خاندان کی تربیت سے فارغ ہونے کے بعد دوسرے خاندان میں بھی بیعت لیتا ہے اور اس کے برکات اور اُصولی تعلیم سے بہرہ ور کرتا ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ دیکھو! یہ اللہ کا فضلِ عظیم ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

اِستغفار تو ہر مسلمان مرد اور عورت کو کرنا چاہیئے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ استغفار پڑھوانے

کے لیے کسی مرشد کی ضرورت ہو۔ ایسے اعتراضات ایسے سوالات قرآن سے ناواقف ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے ☆ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٥ (النساء۔۶۴)
دیکھو! فَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا کی علت یا سبب فَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ ہے۔ اس سے تو صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اکیلے اور تنہا استغفار کر لینے سے کام نہیں چلتا۔ کسی روشن دل شخص کی بھی دُعائیں لینی چاہیں۔ جب تک سرکارؐ پردہ نہیں فرمائے تھے حضرت خود دُعائے مغفرت فرماتے تھے۔ اب جب کہ جاہلوں کی آنکھوں سے پردہ فرمایا ہے تو ان کا جانشین ان کا قائم مقام دُعائے مغفرت دے گا۔ جس کی اُمیدِ قبولیت ہے۔

ذرا سوچو! الحب فی اللّٰہ بڑی اہم چیز ہے۔ حدیث میں ہے اللہ کے واسطے محبت رکھنے والوں کے لئے نور کا منبر لگایا جائے گا۔ جس پر پیغمبر بھی غِبطہ کریں گے۔ ہٹ دھرمی چھوڑ دو ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو کہ مرید اپنے مرشد کو کیوں چاہتا ہے۔ اللہ کے واسطے چاہتا ہے الحب فی اللّٰہ دونوں کے درمیان رہتا ہے۔ معلوم نہیں۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَاَنْتَ مَعْ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ جو جس کو چاہے اُس کے ساتھ تو جس کو چاہے اُس کے ساتھ۔ قرآن شریف میں ہے: وَاَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ اولاد اگر عمل میں کم بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے ماں باپ سے ملا دیتا ہے۔ یہ مرید کون ہیں؟ روحانی اولاد ہیں۔ انشاء اللہ مریدین اپنے مرشد سے ملحق ہو جائیں گے۔ ان کے ساتھ اُٹھیں گے۔ جہاں مرشد رہیں گے وہیں مرید بھی رہیں گے۔

یہ خلافت کیا چیز ہے؟ یہ مرید کے لائق ہونے کی تصدیق ہے۔ طالبِ علم پڑھتے پڑھتے جب لائق ہو جاتے ہیں تو اُستاد سند دیتا ہے۔ سرکار سے سرٹیفکٹ عطا کیا جاتا ہے۔ مگر یاد رکھو! نہ رسمی مریدی کام آتی ہے نہ رسمی خلافت مفید ہے۔ اعتقاد اور عمل دونوں خدا کی نعمت ہیں۔ خدا کا عطیہ ہیں۔ کوشش کرو کہ تم عطایائے اِلٰہی کے مستحق بنو۔

☆ ترجمہ: اور اگر وہ لوگ جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے تمہارے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت مانگتے اور پیغمبر بھی ان کے لئے دُعائے مغفرت کرتا تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔

آخر اس خلیفہ کی تحقیق کیا ہے؟ خلیفہ "خلف" سے ماخوذ ہے۔ خلف کے معنے پیچھے کے ہیں۔ جو پہلا شخص پچھلے شخص کی اتباع کرتا اور اس کا کام انجام دیتا ہے وہ اس کا خلیفہ ہے۔

رسولِ خدا ﷺ سے مسلمانوں کو قرآن پہنچا۔ حدیث پہنچی۔ آپؐ کے فیض صحبت سے تزکیۂ نفس ہوا۔ جو شخص قرآن شریف کو پڑھ کر سناتا اور دوسروں کو صحیح پڑھنے کی تعلیم دیتا ہے یعنی قاری ہے وہ بھی خلیفہ ہے۔ جو قرآن شریف کے معنے کی توضیح کرتا ہے یعنی تفسیر لکھتا ہے۔ وہ مفسر ہے، خلیفہ ہے۔ جو احادیثِ نبوی کی روایت کرتا ہے اور تحقیق کے بعد اُمت کو پہنچاتا ہے یعنی محدث ہے وہ بھی خلیفہ ہے۔ جو قرآن اور حدیث سے احکام کو مستنبط کرتا ہے یعنی مجتہد اور فقیہہ ہے، وہ بھی خلیفہ ہے۔ جو لوگوں کو صحیح عقائد پر چلاتا اور دشمنانِ اسلام کا رَد کرتا ہے یعنی متکلم ہے وہ بھی خلیفہ ہے۔

آخر زمانہ میں رسولِ خدا ﷺ کے پاس ظاہری حکومت و سلطنت بھی آ گئی تھی لہذا جو عادل بادشاہ اتباعِ شریعت کرتا اور دوسروں کو قواعدِ اسلام کا پابند کرتا ہے وہ بھی خلیفہ ہے، جو اَسرارِ دین بیان کرتا ہے۔ تزکیہ نفس اور اصلاحِ خیالات کرتا اور روحانیات کی تعلیم دیتا ہے وہ بے شک خلیفہ ہے۔ اور بہتر خلیفہ ہے۔ جو سپہ گری کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ بھی خلیفہ ہے۔

غرض کہ جو جس قدر رسولِ خدا ﷺ کی اتباع کرے گا۔ آپ کی تعلیم کی تبلیغ کرے گا۔ اور بَلِّغ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ کے نقش قدم پر چلے گا تو وہ اسی پیمانہ کا خلیفہ ہوگا۔ جو ابتدا سے انتہا تک تمام کاموں میں رسالت کی خدمت کرے گا اس کے کیا کہنے؟ وہ جانشینِ نبیؐ ہے۔ وہ تصویرِ محمدیؐ ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ہمارے زمانہ میں کئی قسم کے مشائخ تھے۔ مرید، مرشد کے پاس صرف تعلیم کیلئے حاضر ہوتے۔ اپنے اپنے گھروں میں رہتے تھے۔ اپنے کھانے پینے کا انتظام خود کرتے تعلیم کے سوا کسی اور چیز کی ذِمّہ داری مرشدوں پر نہ آتی۔ بعض مشائخ ایسے بھی تھے کہ ان کا اور ان کے بیوی بچوں کا بار صرف ان کی ذاتی آمدنی پر رہتا۔ انہی بزرگوں میں سے ایک کی بیوی کے پاس پان کی تھیلی رہتی۔ پاندان تک موجود نہیں۔ باہر مدرسہ ہے۔

خانقاہ ہے ۔ رہنے سہنے کا انتظام ہے ۔ جو آمدنی ہوتی ہے وہ سب گھر کے باہر ۔ مہمان آتا ہے یا مریدنی آتی ہے تو اس کے کھانے پینے کا انتظام مردانے سے ہوتا ہے ۔ پیر صاحب اور پیرانی بی صاحبہ اور ان کے بچوں کا کھانا پینا الگ ۔ اور اس کا بار پیر صاحب کے ذاتی مکسوبہ مال پر پڑتا ۔ قومی کام الگ شخصی کام الگ ۔ گھر میں دال روٹی باہر قومی سرمایہ سے پلاؤ بھی پک رہا ہے ۔ عرس بھی ہو رہا ہے ۔ لوگوں کو دعوتیں بھی دی جا رہی ہیں ۔ ان کے مرید بھی ایسے ہیں کہ حضرت آپ کی صاحبزادی کے لئے فلاں فلاں جگہ سے نسبت آئی ہے ۔ آپ ان میں سے کسی نسبت کو انتخاب فرمائیں ۔ حضرت صاحب ایک نسبت کو پسند فرماتے ہیں اور مرید لوگ صاحبزادی کے جہیز اور شادی کا انتظام کر دیتے ہیں ۔ اور انتظام بھی ایسا کرتے ہیں کہ باید و شائد ۔

بعض ایسے بھی مشائخ تھے کہ مرید جو کچھ دیں ، جو کچھ نذر کریں وہ حضرت پیر و مرشد کے پاس جمع ہوتا ۔ مردانہ کا انتظام بھی پیر صاحب فرماتے اور زنانہ کا بھی ۔ خود پیر صاحب مذہبی ، اخلاقی ، روحانی تعلیم و تربیت کے سوائے یتیم لڑکے اور لڑکیوں کی شادی بیاہ ، نوکری چاکری اور دوسرے تمام ضروریات کی تکمیل کرتے ۔ اس زمانہ میں نہ قومی چندوں کی مانگ تھی نہ یتیم خانہ کی ضرورت ۔ مرشد کو نذر دینے میں مرید کوتاہی نہ کرتے اور مرشد اپنے مریدوں کی تربیت و پرورش میں کسی قسم کی کمی نہ کرتے ۔ اب زمانہ بدل گیا ہے ۔ نہ وہ مرشد رہے نہ وہ مرید ۔ صبح سے شام تک ہائے ہائے ۔ اور چندہ بازی ہے ۔ مگر کوئی کام چلتا نظر نہیں آتا ۔ کامیابی و خوش حالی بھی ایک حجرے میں بیٹھ کر دروازہ لگالی ہے ۔ آج کل بیواؤں اور یتیموں کے لئے چندہ وصول ہوتا ہے ۔ مگر بیوہ کون ہے ؟ خود حضرت کی بیوی ۔ اور یتیم کون ہے ؟ حضرت کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں ۔ میری آنکھیں یہ سب کچھ تماشہ دیکھ چکی ہیں ۔ اب میرا کام کیا ہے ؟ دل سے رونا اور زبان سے افسوس کرنا ۔

نوٹ : یومیہ اذکار کے لئے ملاحظہ فرمائیے راتبِ صدیقی ۔ (ادارہ)